بیان القرآن
مصنفہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ
کا ایک تحقیقی جائزہ

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی ☆

مفسر کا مختصر تعارف

آپ کا نام محمد اشرف علی تھا۔ ددھیالی نام عبدالغنی اور تاریخی نام کرم عظیم تھا۔ معتقدین آپ کو مجدد ملت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ تھانوی قصبہ تھانہ بھون کی طرف منسوب ہے جو یوپی کے مشہور شہر ضلع مظفر نگر کا ایک مردم خیز قصبہ ہے۔(۱)

آپ کی ولادت بروز بدھ ستمبر ۱۸۶۳ء بمطابق ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ میں ہوئی۔(۲) قرآن کریم اخون جی اور حافظ حسین علی سے دس سال کی عمر میں حفظ کیا۔(۳) پھر نومبر ۱۸۷۸ء بمطابق ذی قعدہ ۱۲۹۵ھ دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔(۴) پانچ سال میں مولانا یعقوب نانوتویؒ، مولانا ملا محمودؒ، شیخ الھند محمود الحسنؒ وغیرہ سے درس نظامی کی تعلیم حاصل کی اور مولانا قاسم نانوتویؒ سے تفسیر جلالین پڑھ کر ۱۸۸۳ء بمطابق

☆ قائد ملت گورنمنٹ کالج، لیاقت آباد۔ کراچی

۱۲۹۹ھ[۵] ، ۲۰ سال کی عمر میں فراغت حاصل کی۔[۶] ۱۸۸۴......بمطابق ۱۳۰۱ھ میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بیعت ہوئے اور انہی سے خلافت حاصل کر کے برصغیر میں سلسلہ تصوف کو فروغ دیا۔ ۶۶ مجازین صحبت اور ۹۸ مجازین بیعت یعنی خلفاء چھوڑ کر ۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء بمطابق ۱۶ رجب ۱۳۶۲ھ اس دار فانی سے ۸۲ سال تین ماہ گیارہ دن گذار کر رخصت ہوگئے۔[۷]

تصانیف

شیخ ابو غدہؒ نے آپ کے بارے میں لکھا ہے:

قد زادت تالیفه علی الف مؤلف وکل ذالك بحفظ الوقت وانما یعرف قیمة الوقت والز من النوادر الموفقون فیا تون فی اعمار هم القصیره باالاعداد الهائلة من التالیف الکثیرة

لیکن آپ کی تصانیف ایک ہزار تک اسی صورت میں پہنچتی ہیں جبکہ آپ کے خطبات کو الگ لگ کتاب شمار کیا جائے۔ آپ نے پہلی کتاب ۱۸ سال کی عمر میں ۲۰ جلدوں میں مثنوی زیر و بم کے نام سے لکھی۔[۸] اس کے بعد متنوع موضوعات پر لکھتے رہے لیکن قرآنک لٹریچر کے حوالہ سے جو تصانیف دوران تحقیق میرے سامنے آئیں ان کی تعداد ۶۸ ہے۔[۹] جس میں حضرت تھانویؒ کی ۹ تفاسیر و حواشی قرآن بھی شامل ہیں۔

پہلی تفسیر " التبیان" ہے۔اپنی اس تفسیر کا تعارف کراتے ہوئے حضرت تھانویؒ خود لکھتے ہیں یہ احقر کی بعض تقریرات کا ایک مختصر مجموعہ ہے جو میرے ہمشیرہ زادہ مولوی سعید احمد نے مجھ سے تفسیری مقامات پڑھتے وقت ضبط کر لی تھیں مگر ان کی وفات ہونے سے اس کی تکمیل کی نوبت نہیں آئی۔[۱۰] حضرت تھانوی نے کثرت سے اس تفسیر کا بیان القرآن میں تذکرہ کیا ہے۔[۱۱]

دوسری تفسیر " درس قرآن " ہے۔ ڈاکٹر ریحانہ لکھتی ہیں: حضرت تھانوی تھانہ

بھون میں باقاعدہ لوگوں کو درس قرآن دیا کرتے تھے جسے بعض لوگوں نے قلمبند کر لیا تھا یہ بھی شائع نہیں ہوا۔(۱۲)

تیسری تفسیر " تقریر بعض البنات فی تفسیر بعض الآیات " ہے۔ اس تفسیر کا متعدد سوانح نگاروں نے تذکرہ کیا ہے، علامہ سیّد سلیمان ندوی لکھتے ہیں، حضرت تھانویؒ کے خاندان کی بعض لڑکیوں نے مولانا سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا تھا اور اکثر آیات کی تفسیر و تقریر کو تحریر میں ضبط کر لیا تھا وہ ایک مجموعہ ہو گیا تھا مگر شائع نہیں ہوا۔(۱۳)

چوتھی تفسیر " اشرف البیان فی علوم الحدیث والقرآن " ہے۔ اس تفسیر کا تذکرہ سیّد سلیمان ندوی سمیت دیگر حضرات نے بھی کیا ہے۔ یہ تفسیر دراصل حضرت تھانویؒ کے مواعظ سے ترتیب دی گئی ہے۔ حضرت عموماً اپنے مواعظ کا آغاز قرآنی آیات سے کیا کرتے تھے اور دوران وعظ آیات کی تفسیر کے علمی نکات بیان کیا کرتے تھے، ان نکات کو اس میں جمع کیا گیا ہے، جمع کنندہ نامعلوم ہے۔(۱۴)

پانچویں تفسیر " تفسیر المواعظ " ہے۔ مولانا عبدالحیٔ لکھنوی لکھتے ہیں: اسے محمد مصطفیٰ بجنوری نے حضرت کے مواعظ میں موجود آیات تفسیریہ کو مع تفاسیر جمع کر دیا ہے۔(۱۵)

چھٹی تفسیر " تفسیر سورہ یوسف" ہے۔ یہ بیان القرآن کے علاوہ الگ ترجمہ و تفسیر کی شکل میں شائع ہوئی ہے۔(۱۶)

ساتویں تفسیر" حواشی تفسیر حل القرآن" ہے۔ یہ دراصل مولانا حبیب احمد کیرانوی کی تفسیر ہے۔ آپ نے تفسیر لکھنے کے بعد حضرت تھانویؒ کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت تھانویؒ نے اس کا مطالعہ کرکے اس پر جگہ جگہ حواشی کا اضافہ کیا ہے۔ حضرت تھانویؒ خود لکھتے ہیں تفسیر پر میرے حواشی بھی ملیں گے جن میں بعض حواشی سے میرا جوش وجد ظاہر ہوگا جو غایت استحسان سے ناشی ہوا۔(۱۷)

آٹھویں تفسیر" حواشی تفسیر جلالین" ہے۔ اس حاشیہ کا تذکرہ صرف ماہنامہ القاسم

دیوبند میں ملا ہے۔[۱۸]

نویں تفسیر "بیان القرآن" ہے۔ اس میں پورے قرآن کی تفسیرو ترجمہ حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے، میرے مقالہ کا مرکزی موضوع بھی یہی تفسیر ہے۔

تفسیر بیان القرآن کا تحقیقی و تفصیلی جائزہ

بیان القرآن سے متعلق مباحث کا پانچ الگ الگ حصوں میں جائزہ پیش کروں گا تاکہ بیان القرآن کی خوبیاں و خامیاں خوب نکھر کر سامنے آسکیں۔

پہلی بحث تصنیفی تفصیلات ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے ترجمہ قرآن لکھنے کی وجہ کا جائزہ پیش کر رہا ہوں۔

مولانا کے بعض معاصرین نے قرآن کے تراجم لکھے، یہ تراجم مختلف وجوہات کی بناء پر درست نہیں تھے، متعدد لوگوں نے تنقیدات لکھیں۔[۱۹] حضرت تھانویؒ سے بھی اس سلسلہ میں رجوع کیا گیا۔ ان میں سے کچھ تراجم یہ ہیں:

الف۔ اصلاح ترجمہ دہلوی۔ یہ دراصل ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کا ترجمہ تھا۔ اس میں جدید عقائد کے ساتھ اوّلین توجہ ادبی اردو کی جانب مبذول رکھی گئی تھی جس کی وجہ لوگوں میں مقبولیت تو حاصل ہوئی لیکن غلط عقائد اور غلط ترجمہ کے رواج پانے کا امکان تھا جس کے پیش نظر مولانا نے مستقل رسالہ اس کی غلطیوں کی اصلاح پر لکھا۔[۲۰] دوسرا ترجمہ مرزا حیرت دہلوی کا سامنے آیا مولانا نے اس کی اصلاح پر بھی رسالہ تحریر کیا۔

ب۔ اصلاح ترجمہ حیرت۔ کے نام سے لکھا۔ موصوف عربی سے نابلد تھے جس کی وجہ سے یہ بات بھی مشکوک تھی کہ یہ ترجمہ کس نے کیا ہے؟[۲۱]

ج۔ الھادی للحیران فی وادی تفصیل البیان۔ اسی طرح مولانا ذوالفقار علی دیوبندی نے قرآنی انڈیکس مع ترجمہ تفصیل البیان فی مقاصد القرآن کے نام سے تیار کیا تھا۔ مؤلف کی درخواست پر آپ نے ترجمہ و انڈیکس کی اصلاح کی اور الھادی للحیران فی وادی تفصیل البیان کے نام سے رسالہ لکھا۔[۲۲] لیکن ان تراجم کی اصلاح کے باوجود مقصد حاصل

نہیں ہوا۔

حضرت تھانوی خود لکھتے ہیں: بعض لوگوں نے محض تجارت کی غرض سے نہایت بے احتیاطی سے قرآن کے ترجمے شائع کرنے شروع کیے جن میں بکثرت مضامین خلاف قواعد شرعیہ بھر دیئے جن سے عام مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا، ہرچند کہ چھوٹے چھوٹے رسالوں سے ان کے مفاسد پر اطلاع دے کر ان مضرتوں کی روک تھام کرنے کی کوشش کی گئی مگر چونکہ کثرت سے ترجمہ بینی کا رجحان پھیل گیا ہے۔ وہ رسالے اس غرض کی تکمیل کے لیے کافی ثابت نہ ہوئے تاوقتیکہ ابنائے زمانہ کو کوئی ترجمہ بھی نہ بتلایا جائے جس میں مشغول ہو کر ان تراجم مبتدعہ سے بے التفات ہو جاویں۔(۲۳) (جب حضرت تھانویؒ نے دیگر تراجم کی طرف لوگوں کو راغب کیا تو) بعض تراجم میں اختصار یا زبان بدل جانے کا عذر لوگوں نے پیش کیا لہذا تامل و مشورے کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ لوگوں کو کوئی نیا ترجمہ پیش کیا جائے جس کی زبان و طرز بیان میں لوگوں کے مذاق کا پورا لحاظ رکھا جائے۔(۲۴) لہذا آپ نے قرآن کریم کا نیا ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ کب لکھنا شروع کیا اور کب مکمل ہوا اس بارے میں نہ بیان القرآن میں کوئی صراحت ملتی ہے نہ کسی اور محقق نے اس پر روشنی ڈالی ہے۔

بلکہ بیان القرآن کا مطالعہ کرنے سے شبہ ہوتا ہے شاید ترجمہ و تفسیر دونوں ایک ساتھ لکھے گئے ہیں(۲۵) لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔

میری تحقیق یہ ہے کہ ترجمہ پہلے لکھا گیا ہے، پھر تفسیر لکھی گئی ہے اس کی تائید ثناء الھدیٰ صاحب کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ تفسیر مولانا نے ترجمہ کے بعد تحریر فرمائی تھی۔(۲۶) میرے موقف کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ ۱۹۰۸ء (۲۶۔۱۳۲۵ھ) میں پہلی مرتبہ "ترجمہ قرآن" کے نام سے مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہوا۔(۲۷) دوسری مرتبہ بھی ۱۹۱۴ء۔۱۳۳۳ھ میں "ترجمہ اشرفیہ نوریہ" کے نام سے محبوب المطابع دہلی سے شائع ہوا۔(۲۸) تیسری مرتبہ ۱۹۲۴ء۔۱۳۴۲ھ میں "ترجمہ اشرفیہ

نوریہ" کے نام سے نور محمد مالک کارخانہ تجارت کتاب دہلی سے شائع ہوا۔(۲۹) تینوں مرتبہ صرف ترجمہ شائع ہوا۔ ملحقہ تفسیر ۱۹۱۴ء۔۱۳۳۳ھ کے ایڈیشن میں مرزا محبوب بیگ کی تھی۔(۳۰) ۱۹۲۴ء۔۱۳۴۲ھ کے ایڈیشن میں نور محمد چشتی کی تھی۔(۳۱) ۱۹۳۸ء۔۱۳۵۷ھ میں فرید وجدی مصری کی تھی۔(۳۲) لیکن نام حضرت تھانویؒ کا لکھا گیا تھا۔

۲۔ تفسیر لکھنے کی وجہ

حضرت تھانویؒ نے تراجم کی طرح تفاسیر کی اصلاح پر بھی رسالے لکھے مثلاً التقصیر فی التفسیر(۳۳) توحید الحق(۳۴) رسالۃ ملاحۃ البیان فی فصاحۃ القرآن(۳۵) وغیرہ مگر کوئی خاص مقصد حاصل نہ ہوسکا۔ دوسری طرف ستم بالائے ستم یہ کہ حضرت تھانوی کی طرف سے اپنی جملہ کتب کا حق تصنیف محفوظ نہ رکھنے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے متعدد مطابع نے حضرت تھانویؒ کے ترجمہ کے ساتھ مختلف حواشی لکھ کر حضرت تھانویؒ کے نام سے پھیلانا شروع کر دیا۔(۳۶) (مطابع کی چیرہ دستیوں اور ہاتھ کی صفائی سے تو ہر صاحب تصنیف آگاہ ہے) لہذا مجبوراً تفسیر لکھنے کا ارادہ کیا۔ حضرت تھانوی خود لکھتے ہیں:

> بہت روز سے خود بھی اور احباب کے اصرار سے بھی گاہ بگاہ خیال ہوا کرتا تھا کہ کوئی مختصر تفسیر قرآن لکھی جائے جو ضروریات کو حاوی اور زوائد سے خالی ہو مگر تفاسیر و تراجم کی کثرت کو دیکھ کر اس کو امر زائد سمجھتا تھا، اسی اثناء میں نئی حالت یہ پیش آئی کہ بعض لوگوں نے محض تجارت کی غرض سے نہایت بے احتیاطی سے قرآن کے ترجمے شائع کرنا شروع کردیئے جن میں بکثرت مضامین خلاف قواعد شرعیہ بھر دیئے جن سے عام مسلمانوں کو بہت مضرت پہنچی۔ لہذا ۱۳۲۰ھ میں تفسیر لکھنا شروع کی۔(۳۷)

۳۔ تفسیر کا آغاز و اختتام

جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں ترجمہ کے آغاز و اختتام کا کوئی سراغ نہیں ملتا صرف اتنا اندازہ ہوتا ہے کہ تفسیر سے پہلے لکھا گیا ہے ۔ البتہ تفسیر کے بارے میں مکمل رہنمائی ملتی ہے کہ ۱۹۰۲ء۔۱۳۲۰ھ میں لکھنی شروع کی مگر صرف ربع پارہ تک لکھ سکے تھے کہ سلسلہ منقطع ہوگیا ۔ دوبارہ ۱۹۰۵ء۔۱۳۲۳ھ سے لکھنا شروع کیا اور ۱۹۰۸ء۔۱۳۲۵ھ میں(۳۸) ڈھائی سال کے عرصہ میں مکمل کیا۔(۳۹)

۴۔ تفسیری ماخذ

مولانا نے اپنی تفسیر لکھنے میں جن تفاسیر سے مدد لی ہے وہ بقول آپ کے یہ ہیں :

تفسیر بیضاوی، تفسیر رحمانی، معالم التنزیل ، روح المعانی، مدارک ، خازن، تفسیر حقانی، ابن کثیر ، لباب ، در منثور، تفسیر کشاف کے ساتھ بعض تراجم قرآن اور الاتقان، قاموس القرآن وغیرہ سے بھی مدد لی ہے۔(۴۰) لیکن زیادہ اعتماد آلوسی کی روح المعانی پر کیا ہے۔(۴۱)

۵۔ترجمہ و تفسیر کی زبان

ترجمہ و تفسیر کی زبان اگرچہ اردو ہے لیکن تفسیر میں عربی و فارسی کا غلبہ ہے جبکہ ترجمہ کے بارے میں مولانا محمد عبداللہ چھپرلوی کی رائے ہے :

یہ ترجمہ باعتبار زبان و محاورہ کے نہ تو خالص دہلوی ہے اور نہ لکھنوی بلکہ پوربی بہاری محاورات سے زیادہ ملتا جلتا ہے۔(۴۲) جبکہ بیان القرآن کے مقدمہ نگار کے مطابق اس میں یوپی کی اردو استعمال کی گئی ہے مثلاً پاویں گے، جاوے گا، بتلایا وغیرہ (۴۳)

دوسری بحث طباعتی تفصیلات پر مشتمل ہے

مولانا تھانویؒ نے اپنی جملہ تصنیفات کے طباعتی حقوق عام کر رکھے تھے جو چاہے شائع کر سکتا تھا اس کے نتیجہ میں ہر قابل ذکر مطبع نے اسے شائع کیا جس کی صحیح تعداد کا اندازہ لگانا تو دشوار ہے البتہ اس کا نام بدل بدل کر شائع کیا گیا مثلاً :

۱۔ مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۹۰۸ء۔۲۶۔۱۳۲۵ھ میں "ترجمہ قرآن" کے نام بارہ جلدوں میں پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔(۴۴)

۲۔ محبوب المطابع دہلی سے ۱۹۱۴ء۔۱۳۳۳ھ میں "ترجمہ اشرفیہ محبوبیہ" کے نام سے شائع ہوئی۔(۴۵)

۳۔ نور محمد مالک کارخانہ تجارت کتاب دہلی سے ۱۹۲۴ء۔۱۳۴۲ھ میں "ترجمہ اشرفیہ نوریہ" کے نام سے شائع ہوئی۔(۴۶)

۴۔ حمیدیہ پریس دہلی سے ۱۹۳۶ء۔۱۳۵۵ھ میں "متوسط دو ترجمہ والا قرآن مجید محشی" کے نام سے شائع ہوئی۔(۴۷)

۵۔ قدسی پریس دہلی سے ۱۹۳۸ء۔۱۳۵۷ھ میں "اعجاز نما قرآن مجید" کے نام سے شائع ہوئی۔(۴۸)

۶۔ نور محمد اصح المطابع کراچی سے ۱۹۴۹ء۔۱۳۶۸ھ میں "معجز نما متوسط قرآن شریف بدوترجمہ" کے نام سے شائع ہوئی۔(۴۹)

۷۔ قرآن محل کراچی سے ۱۹۵۳ء۔۱۳۷۲ھ میں "نور افزاء متوسط قرآن شریف مع حواشی" کے نام سے شائع ہوئی۔(۵۰)

۸۔ ڈھاکہ سے ۱۹۶۳ء۔۸۳۔۱۳۸۲ھ میں انوار البیان فی تفہیم القرآن کے نام سے شائع ہوئی۔(۵۱)

۹۔ تاج کمپنی لاہور سے ایک دفعہ "القرآن الحکیم" کے عنوان سے دوسری دفعہ "القرآن الحکیم ترجمہ و تفسیر اختصار شدہ بیان القرآن" کے عنوان سے شائع ہوئی۔(۵۲)

۱۰۔ حالانکہ اس تفسیر کا صحیح نام " بیان القرآن" ہے اور اس نام کے ساتھ بقول ڈاکٹر محمد نسیم عثمانی ۱۹۱۶ء۔۱۳۳۴ھ میں(۵۳) ایک رائے کے مطابق ۱۹۱۸ء۔۱۳۳۶ھ میں(۵۴) ورلڈ ببلیو گرافی کے مطابق جو کہ زیادہ صحیح رائے ہے ۱۹۲۵ء۔۱۳۴۳ھ میں مجتبائی پریس دہلی سے ۱۲ جلدوں میں شائع ہوئی۔(۵۵) اور اس کی ہر جلد ڈھائی پارہ پر مشتمل تھی۔(۵۶)

مصنف کی بعض ترامیم کے بعد پہلی دفعہ ۱۹۳۵ء۔۱۳۵۳ھ میں(۵۷) ادارہ تھانوی المطابع تھانہ بھون سے شائع ہوئی۔(۵۸) پاکستان میں تاج کمپنی نے ۱۹۵۳ء میں پہلی دفعہ مکمل لکھ کر شائع کیا مگر یہ مکمل نہیں تھا،(۵۹) مکمل ۱۹۷۸ء میں شائع کیا اس کے علاوہ ایچ ایم سعید نے مکمل شائع کیا ہے۔(۶۰)

تیسری بحث " ترجمہ " بیان القرآن پر مشتمل ہے

جہاں تک مولانا تھانوی کے ترجمہ قرآن کا تعلق ہے تو میں بیان کر چکا ہوں یہ تفسیر سے پہلے لکھا گیا ہے لیکن اس کے آغاز و اختتام کے بارے میں کوئی رہنمائی نہیں ملتی ہے اور ترجمہ و تفسیر کے اسلوب میں بھی بہت فرق ہے ترجمہ عام فہم و آسان زبان میں ہے جبکہ تفسیر میں عربی فارسی الفاظ کے ساتھ بکثرت اصطلاحات کا استعمال کیا گیا ہے۔

ترجمہ کی خصوصیات

۱۔ ترجمہ بین السطور نقل کیا گیا ہے اور حاشیہ میں توضیحی ترجمہ بھی دیا گیا ہے جس سے آیت کا مفہوم تقریباً واضح ہو جاتا ہے۔ توضیحی عبارت بریکٹ میں رکھتے ہوئے ترجمہ کو نمایاں کرنے کے لیے اس پر لائن کھینچ دی ہے۔

۲۔ بقول مولانا تھانوی اس ترجمہ کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ آسان اور عام فہم ہے اور تحت لفظی کی بھی رعایت رکھی گئی ہے۔

۳۔ ترجمہ میں خالص محاورات استعمال نہیں کیے گئے اس لیے کہ محاورے ہر علاقہ کے جدا جدا ہوتے ہیں۔(۶۱)

۴۔ ترجمہ میں ترکیب کی رعایت زیادہ کی گئی ہے۔(۶۲)

۵۔ ترجمہ میں مروجہ اردو زبان کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

ترجمہ پر اہل علم کی آراء

بیان القرآن کی مقبولیت کا ایک اہم سبب اس کا ترجمہ ہے۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن لکھتے ہیں: " بندے کے احباب میں مولوی عاشق الٰہی اور مولانا اشرف علی نے جو ترجمہ کیا ہے احقر نے دونوں ترجموں کو تفصیل سے دیکھا ہے جو خرابیوں سے پاک صاف اور عمدہ ہیں" (۶۳)۔

سیّد سلیمان ندوی لکھتے ہیں: " اس ترجمہ میں زبان کی سلاست کے ساتھ بیان کی صحت کی احتیاط ایسی کی گئی ہے جس سے حقیر کی نظر میں بڑے بڑے ترجمے خالی ہیں۔ اور اس ترجمہ میں ایک خاص بات یہ رکھی گئی ہے کہ کم علمی یا ترجموں کی عدم احتیاط کی وجہ سے جو شکوک قرآنی آیات میں عام پڑھنے والوں کو معلوم ہوتے ہیں ان کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے کہ بغیر کسی تاویل کے وہ شک ہی پیش نہ آئے"(۶۴)

مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں: " ترجمہ بامحاورہ و مطلب خیز ہے اور باقی ترجموں سے بے نیاز کر دینے والا ہے"(۶۵)

مولانا عبدالشکور ترمذی لکھتے ہیں: "ترجمہ بامحاورہ اور عام فہم ہونے کے ساتھ زبان کی سلاست اور بیان کی صحت میں بھی وہ بڑے تراجم سے سبقت لے گیا ہے، ترجمہ صحیح اغلاط سے پاک ہے اور زبان فصیح ہے"۔(۶۶)

ڈاکٹر صالحہ اپنے پی ایچ ڈی مقالہ میں لکھتی ہیں: " مولانا ترجمہ میں خواہ مخواہ کی جدت طرازیوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ ان کے ترجمہ کا کمال ان کا اختصار اور ایجاز ہے۔

ترجمہ اس طرح کرتے ہیں کہ عام فہم بھی ہو اور قرآنی الفاظ کی ترتیب زیادہ الٹ پلٹ نہ ہو۔ اس کے علاوہ اردو کی ادبی زبان استعمال کی ہے ٹکسالی محاوروں سے گریز کیا ہے اس لیے کہ ان کے سمجھنے والے مقامی اور محدود ہوتے ہیں جبکہ عام فہم ادبی زبان سے سارے اردو داں مستفید ہو سکتے ہیں۔ آپ کے ترجمہ میں تقابلی جائزہ بھی نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس سے عوام شش و پنج میں پڑ جاتے ہیں۔(۶۷)

چوتھی بحث "تفسیر" بیان القرآن پر مشتمل ہے۔

اور اس سلسلہ میں سب سے پہلے تفسیر کا تعارف پیش کر رہا ہوں تاکہ تفسیر کے جملہ پہلو نگاہوں کے سامنے آ جائیں۔ میرے پیش نظر ایچ ایم سعید کراچی کا مطبوعہ "بیان القرآن" ہے۔

ا۔ تفسیر کے جملہ اجزاء کا تعارف۔

اس تفسیر کو مولانا تھانوی نے ۱۹۰۲ء۔۱۳۲۰ھ میں لکھنا شروع کیا اور ۱۹۰۸۔۱۳۲۵ھ میں مکمل کیا، یہ تفسیر چھ چھ جلدوں کو یکجا کر کے دو حصوں میں پہلی دفعہ ۱۹۲۵ء۔۱۳۴۳ھ میں شائع ہوئی۔ طبع اوّل کے بعد مولانا تھانوی نے متعدد مرتبہ خود مطالعہ کیا اور اپنے احباب مولانا عبدالکریم(۶۸) اور مولانا حبیب احمد کیرانوی کے تعاون سے ۱۹۳۵ء۔۱۳۵۳ھ میں بعض ترامیم کے ساتھ دوبارہ شائع کیا(۶۹) اس کے تفسیری اجزاء الگ الگ عنوانات کے تحت اس طرح ہیں۔

۱۔ پہلا حاشیہ بین السطور ترجمہ کے بعد توضیحی ترجمہ دیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ توضیحی عبارت بریکٹ میں دی ہے اور ترجمہ کو مزید نمایاں کرنے کے لیے اس پر لائنیں بھی کھینچ دی ہیں۔

۲۔ دوسرا حاشیہ لفظ "ف" لکھ کر متعلقہ آیات کی مختصر تفسیر بیان کی گئی ہے۔

۳۔ تیسرا حاشیہ تفسیر میں دو قسم کے عنوانات مستقلاً لگائے گئے ہیں۔ پہلا مضامین منصوصہ قرآنیہ کا ہے یعنی اگر چند آیات ایک ہی مضمون کی ایک ساتھ آئی ہیں تو ان کا مستقل

عنوان قائم کر دیا ہے مثلاً سورہ بقرہ کی آیات ۲ تا ۴ ھدی للمتقین سے یوقنون تک مسلمانوں کی صفت بیان کی گئی ہے تو اس کا عنوان " صفات المومنین" لکھ دیا ہے۔(۷۰)

دوسرا عنوان " مضامین تفسیر" کی بنیاد پر لگایا گیا ہے مثلاً قصہ حضرت موسیٰؑ وغیرہ۔

۴۔ چوتھا حاشیہ ہر صفحہ پر "لغات" کے نام سے ہے جس میں اہم لغات القرآن بیان کی گئی ہیں۔

۵۔ پانچواں حاشیہ بلاغت و فصاحت کے عنوان سے قائم ہے جس میں متعلقہ آیات کے حوالہ سے بحث کی ہے۔

۶۔ چھٹا حاشیہ " ملحقات الترجمہ" کے عنوان سے ہے جس میں ترجمہ کی وجہ اور ترکیب بیان کی ہے۔

۷۔ ساتواں حاشیہ "الکلام" کے عنوان سے ہے جس میں متعلقہ آیات سے جو عقیدہ واضح ہوتا ہے اسے بیان کیا گیا ہے۔

۸۔ آٹھواں حاشیہ " الروایات" کے عنوان سے ملتا ہے جس میں تفسیری روایات کے طرق و مروی عنہ کو بیان کیا گیا ہے۔

۹۔ نواں حاشیہ تفسیری صفحہ کے بالکل نچلے حصہ میں " حواشی" کے عنوان سے قائم کیا ہے اس میں عموماً ترجمہ و تفسیر پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔(۷۱)

۱۰۔ دسواں حاشیہ " النحو" کے عنوان سے ہے اس کے ذیل میں کسی خاص آیت کی ترکیب بیان کی گئی ہے۔(۷۲)

۱۱۔ بارہواں حاشیہ " ربط" کے عنوان سے قائم ہے یعنی ایک سورہ کا دوسری سورہ سے یا ایک آیت کا دوسری آیت سے ربط کہیں ضمناً بیان کر دیا ہے کہیں باقاعدہ عنوان دے کر بیان کیا ہے۔(۷۳)

۱۲۔ بارہواں حاشیہ " مسائل السلوک من کلام ملک الملوک" کے عنوان سے پہلے عربی میں پھر " ورفع الشکوک ترجمہ مسائل لسلوک" کے عنوان سے اردو ترجمہ کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ ۱۹۲۰ء۔۱۳۳۸ھ میں لکھا تھا۔ ۱۹۲۱ء۔۱۳۳۹ھ میں اس کا ترجمہ

کر کے ۱۹۳۵ء۔۱۳۵۳ھ میں بیان القرآن کے حواشی پر منسلک کر دیا۔(۷۴) اس میں تصوف کے مسائل کا قرآن سے اثبات کیا گیا ہے۔

۱۳۔ تیرہواں حاشیہ ہر جلد کے آخر میں منسلک کیا گیا ہے اس کا نام ہے" وجوہ المثانی مع توجیہ الکلمات والمعانی" اس میں قرآنی ترتیب پر ہر جلد کے متعلقہ قرات سبعہ کی قرائتیں جمع کر دی ہیں، اصل کتاب عربی میں ہے پھر اس کا ترجمہ بھی ہو گیا ہے اسے بھی تفسیر کے ساتھ ملحق کیا گیا ہے۔

۱۴۔ چودہواں حاشیہ بعض رسائل مفیدہ کی شکل میں جلد کے آخر میں ملحق کر دیا گیا ہے مثلاً " رسالہ رفع البناء فی نفع السماء"(۷۵) اس میں ایک سائل کے سوال آسمان سے کیا فوائد ہیں؟ کا جواب دیا گیا ہے۔

۱۵۔ پندرھواں یہ کہ ہر جلد کے ساتھ دو فہارس منسلک ہیں۔ پہلی"مضامین تفسیر" کی دوسری " مضامین منصوصہ قرآنیہ" کی جس میں اوسطاً ہزار سے پندرہ سو تک عنوانات ہیں۔

۲۔مصنف کی اپنی تفسیر کے بارے میں رائے

مولانا تھانوی نے ایک دفعہ خود اپنی تفسیر کے بارے میں فرمایا کہ بیان القرآن میں سب الہامی مضامین ہیں یہ تفسیر میں نے کامل شرح صدر کے ساتھ لکھی ہے اس کی قدر تو ان لوگوں کو ہوگی جنہوں نے کم از کم بیس معتبر تفاسیر کا مطالعہ کیا ہو۔(۷۶)

تفسیر کے بعض مقامات لکھنے سے قبل میں آدھ آدھ گھنٹہ ٹہلتا رہا اور سوچتا رہا اور اللہ تعالٰی سے دعا کرتا رہا تب کہیں جا کر شرح صدر ہوا اور جن مقامات کے متعلق پھر بھی شرح صدر نہ ہوا وہاں اس کا صاف اظہار کر دیا اور لکھ دیا اگر اس سے بہتر تفسیر کہیں مل جائے تو اسی کو اختیار کیا جائے ۔ چنانچہ تفسیر میں دو مقامات ایسے ہی ہیں ایک سورہ برات میں ایک سورہ حشر میں۔(۷۷)

مولانا نے تفسیر لکھتے ہوئے کچھ اصولوں اور خصوصیات کو مد نظر رکھا ہے۔ وہ یہ ہیں۔

۴۔ مصنف کے اصول تفسیر و تفسیری خصوصیات

۱۔ پہلا اصول اگر تفسیر کسی روایت کی بنیاد پر کی ہے تو کوشش کی گئی ہے کہ وہ روایت صحیح ہو لیکن اگر قرآن سے تفسیر واضح تھی تو اس کی مزید وضاحت یا تائید میں پیش کی جانے والی حدیث کی صحت پر زیادہ توجہ نہیں دی۔

۲۔ دوسرا اصول شبہات کو نفس تفسیر سے بغیر شبہ کو واضح کیے رد کر دیا ہے۔ صرف ان شبہات کو ذکر کر کے جواب دیا ہے جن کی بنیاد عقلی یا نقلی دلیل پر تھی۔

۳۔ تیسرا اصول آسمانی مذاہب سے متعلق تفسیر حقانی سے لیے گئے ہیں (اس لیے کہ اس موضوع پر بقول مصنف ان کا مطالعہ نہیں تھا)۔

۴۔ چوتھا اصول جو مضامین متعدد جگہ آئے ہیں ان پر کسی جگہ مفصلاً لکھ کر بقیہ مقامات پر حوالہ دے دیا گیا ہے۔

۵۔ پانچواں اصول مفسرین کے مختلف اقوال کی صورت میں روایت اور ذوق عربیت کے جو زیادہ قریب نظر آیا صرف اسے نقل کر دیا جہاں دونوں برابر برابر تھیں وہاں دونوں نقل کر دیں۔

۶۔ چھٹا اصول تفسیر میں منطقی نتائج کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔

۷۔ ساتواں اصول جہاں کسی کتاب سے من و عن عبارت لی ہے وہاں صرف نام لکھ دیا ہے، جہاں متن میں تغیر کر کے لیا ہے یا صرف مفہوم اخذ کیا ہے وہاں کتاب کے نام کے ساتھ لفظ " من " لگا دیا ہے۔

۸۔ آٹھواں اصول نفس ترجمہ کے علاوہ جس مضمون کو بہت ضروری دیکھا کہ اس پر ترجمہ کی وضاحت موقوف ہے یا کوئی شبہ پیدا ہوتا ہے تو "ف" لکھ کر واضح کر دیا ہے۔

۹۔ نواں اصول لطائف، نکات، حکایات اور فضائل کے ذریعہ تفسیر کو طویل نہیں کیا مقصود صرف حل القرآن رکھا گیا۔

۱۰۔ دسواں اصول تفسیر اس طرح کی ہے کہ مضمون کا ربط خود ظاہر ہو جائے اور کہیں ربط لکھ کر بھی واضح کیا ہے۔

۱۱۔ گیارہواں اصول اختلافی مذاہب میں صرف مذہب حنفی کو لیا گیا ہے، دوسرے مذاہب کو ضرورت کے تحت حاشیہ میں لکھ دیا ہے۔

۱۲۔ بارہواں اصول علمی مباحث قرات، لغت، بلاغت وغیرہ کی زبان عربی رکھی ہے تاکہ عوام اس طرف ملتفت ہو کر مشوش نہ ہوں۔

۱۳۔ تیرہواں اصول تفسیر میں جہاں استاذی لکھا ہے مراد مولانا محمد یعقوب ہیں جہاں مرشدی لکھا ہے مراد مولانا امداد اللہ مہاجر مکی ہیں۔ جہاں کچھ نہیں لکھا وہاں ذاتی یادداشت ہیں۔

۱۴۔ چودہواں اصول ربط ہر سورت کا بالالتزام دیا گیا ہے اور آغاز سورہ میں سورہ کا خلاصہ دے دیا گیا ہے۔

۱۵۔ پندرہواں اصول مسائل فقہیہ کلامیہ ۔ان مسائل پر اتنی ہی تحقیق کی ہے جس پر فہم کلام اللہ موقوف ہے۔

۱۶۔ سولہواں اصول جن آیات کی تفسیر میں حدیث مرفوع ہے۔ اس جگہ کسی کا قول نہیں لیا ہے۔(۷۸)

۴۔ تفسیر پر اہل علم کی آراء

علامہ سیّد سلیمان ندوی لکھتے ہیں: مولانا نے اپنی تفسیر میں روایات صحیحہ اور اقوال سلف صالحین کا التزام کیا ہے فقہی اور کلامی مسائل کی توضیح کی گئی ہے ۔ شبہات اور شکوک کو حل کیا گیا ہے۔ صوفیانہ اور ذوقی معارف بھی درج کیے گئے ہیں تمام کتب تفاسیر کو سامنے رکھ کر ان میں سے کسی قول کو دلائل سے ترجیح دی گئی ہے۔ یہ تفسیر تیرہویں صدی کے وسط میں لکھی گئی ہے اس لیے تمام قدماء کی تصانیف کا خلاصہ ہے اور مختلف و منتشر تحقیقات اس میں یکجا مل جاتی ہیں۔(۷۹)

مولانا انور شاہ کشمیری نے فرمایا: میں سمجھتا تھا یہ تفسیر عوام الناس کے لیے لکھی گئی ہے لیکن تفسیر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس سے علماء بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔(۸۰)

مولانا ادریس کاندھلوی نے فرمایا: جو مضامین کئی صفحات کے مطالعہ سے حاصل نہیں ہوتے۔ حضرت تھانوی انہیں چند سطروں میں حل کر دیتے ہیں۔(۸۱)

مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں: اس کی قدر و قیمت تو صرف وہی علماء جان سکتے ہیں جنہوں نے تفسیر قرآن کے پورے ذخیرے کو چھانا ہو اور مشکل مقامات پر مختلف مفسرین کی تفسیریں پیش نظر ہوں۔ وہ دیکھیں گے کہ بڑے بڑے اشکالات کو دو چار لفظوں میں حل کر دیا گیا ہے۔(۸۲)

اسی قسم کی آراء کا مولانا احتشام الحق تھانوی، عبدالباری ندوی(۸۳)، مولانا عبدالماجد دریا آبادی مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا محمد مالک کاندھلوی اور قاضی محمد زاہد الحسینی نے کیا ہے۔(۸۴)

۵۔ بیان القرآن کے سلسلہ بعض امور کی نشاندہی و تجاویز

بیان القرآن کے سلسلہ بعض امور کی نشاندہی و تجاویز کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا:

۱۔ فہرست مضامین دو ہیں جن کی وجہ سے مطالعہ کرنے میں دقت ہوتی ہے اور وہ بھی قدیم طرز پر ہیں۔ اس میں صفحہ اور سطر کے ذریعہ نشاندہی کی گئی ہے جو کہ اکثر مقامات پر غلط ہیں مثلاً غیب کے معنی ص ۳، سطر ۹ بتائی ہے، صفحہ صحیح ہے، سطر ۴ ہے۔(۸۵)

۲۔ سورتوں اور آیات کا نمبر پوری تفسیر میں غائب ہے۔

۳۔ پوری تفسیر میں ہر صفحہ پر دس سے بارہ حواشی ہیں اور ہر حاشیہ الگ الگ عنوان کے تحت لکھا گیا ہے لیکن باقاعدہ حواشی نمبر نہیں ہیں بلکہ قدیم طرز کے نشانات ("عنہ"، "عم"، "حم") استعمال کیے گئے ہیں۔ جو کہ باہم بہت ملتے جلتے ہیں۔ پہلے اس نشان کو ذہن میں محفوظ کرنا پڑتا ہے پھر حواشی میں تلاش کرنے میں وقت صرف ہوتا ہے۔

۴۔ بعض مقامات پر حواشی کتب فقہ کی طرز پر ہیں، انہیں مطالعہ کرنے کے لیے تفسیر کو گھمانا پڑتا ہے یا بندہ کو خود گھومنا پڑتا ہے۔(۸۶) یہ قدیم طرز ہے۔

۵۔ تفسیر کے آغاز میں توضیحی ترجمہ مختصر ہے جیسے جیسے تفسیر آگے بڑھتی ہے، توضیحی ترجمہ وسعت اختیار کرتا چلا جاتا ہے جس سے تفسیر میں یکسانیت باقی نہیں رہتی۔(۸۷)

۶۔ اسی طرح مولانا تھانوی نے جن تفسیری خصوصیات کا اظہار فرمایا ہے ان کا تفسیر کے آغاز میں التزام کم ہے، البتہ سورہ مائدہ سے التزام ہے۔(۸۸)

۷۔ مولانا تھانوی کے زمانہ میں عربی فارسی کا استعمال بہت تھا لہذا آپ نے تفسیری عنوانات میں بکثرت یہ زبانیں استعمال کی ہیں مثلاً قوم فرعون جو قبطی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے عنوانات قائم کیے ہیں۔

بداندیشی قبطیان باسبطیان و تحزن ایشان ازوتسلیه موسیٰ علیه السلام ایشاں را

دوسرا عنوان ملاحظہ کیجئے :

تسلیط بلیات برقبطیان باز اهلاك ایشاں

بلکہ جلد چہارم کے تقریباً تمام عنوانات عربی و فارسی میں ہیں۔(۸۹) آج کے دور میں یہ اردو غیر مستعمل ہو چکی ہے۔

۸۔ اسی طرح مولانا نے تفسیر میں بھی اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور اعتراضات و شکوک کو پیش نظر رکھتے ہوئے جوابی انداز اختیار کیا ہے اور جوابات کو مختصر رکھنے کے لیے جامع و مانع الفاظ کا استعمال کیا ہے جو کہ عوام میں مستعمل نہیں اور ان کی سمجھ سے بالاتر ہیں اس کے نتیجہ میں تفسیر کا دائرہ محدود ہو گیا۔(۹۰)

لہذا مناسب ہوگا کہ بیان القرآن کا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے اسے اپ ٹو ڈیٹ کیا جائے، تمام جلدوں، حواشی، سور، آیات میں مسلسل نمبر ڈالے جائیں۔ عربی فارسی عنوانات ور اصطلاحات کو اردو زبان میں لکھا جائے، تو ترجمہ قرآن کی طرح تفسیری مطالعہ کا دائرہ بھی وسیع ہو جائے گا۔ کچھ حضرات نے غالباً انہی اسباب کی وجہ سے بیان القرآن کے خلاصے تیار کیے ہیں جس سے میرے موقف کی تائید ہوتی ہے، مثلاً :

۶۔ بیان القرآن کے خلاصے

۱۔ ایک "خلاصہ بیان القرآن" کے نام سے مولانا محمد عیسیٰ الہ آبادی نے کیا ہے، اس میں بیان القرآن کے تمام مضامین مختصرا جمع کر دیئے ہیں، یہ غالباً طبع ہو چکا ہے۔[۹۱]

۲۔ دوسرا خلاصہ "تسہیل و تلخیص تفسیر بیان القرآن" کے نام سے مولانا وصی اللہ خان اعظم گڑھی (الہ آبادی) نے کیا ہے، یہ مالک انتظامی پریس کانپور سے شائع ہوا ہے۔[۹۲]

۳۔ تیسرا خلاصہ "عکسی القرآن الحکیم مع ترجمہ و تفسیر بیان القرآن" کے نام سے مولانا ظفر احمد عثمانی نے کیا ہے اور یہ ادارہ القرآن کراچی سے شائع ہوا ہے۔ اس کی تصحیح مولانا کے صاحبزادہ نے کی ہے اس میں تفسیری فوائد من و عن شامل کر دیئے گئے ہیں۔[۹۳]

۴۔ چوتھا خلاصہ "القرآن الحکیم مع مکمل تفسیر بیان القرآن" کے نام سے تاج کمپنی سے ۱۹۵۳ء سے شائع ہو رہا ہے اس کی تلخیص کنندہ کا نام نامعلوم ہے۔ اس میں جو حصے عربی پر مشتمل تھے وہ نکال دیئے گئے ہیں۔[۹۴] لیکن اس مسئلے کا صحیح حل یہ ہے کہ مکمل بیان القرآن کو مروجہ اردو میں تبدیل کر دیا جائے تو اس کی افادیت دو چند ہو جائے گی۔

ان کمزوریوں کے باوجود اس ترجمہ و تفسیر کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔

پانچویں بحث بیان القرآن کی مقبولیت اور قرآنی لٹریچر پر اس کا اثر۔

پر مشتمل ہے۔

مولانا تھانوی کی کتابیں متعدد زبانوں میں ترجمہ ہوئی ہیں۔ ان میں سندھی، اردو، گجراتی، پشتو، بنگلہ، انگریزی[۹۵]، عربی، ناگری[۹۶]، تیلگو[۹۷]، اور برمی زبانیں شامل ہیں لیکن ترجمہ قرآن کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی اس کا متعدد زبانوں میں ترجمہ بھی ہوا۔ مثلاً:

۱۔ ایک ترجمہ کنٹری زبان میں ۱۹۶۶ء میں دارالاشاعت بنگلور سے شائع ہوا۔(۹۸)

۲۔ دوسرا ترجمہ مع تفسیر بنگلہ میں "تفسیر اشرفیہ بیان القرآن" کے نام سے ہوا۔(۹۹)

۳۔ تیسرا ترجمہ برمی زبان میں ہوا ہے۔

۴۔ چوتھا ترجمہ و تفسیر انگریزی زبان میں مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے لکھا ہے اس میں بقول آپ کے ترجمہ شیخ الہند حضرت تھانوی سے مکمل مدد لی گئی ہے۔(۱۰۰)

۵۔ پانچواں ترجمہ و تفسیر تیلگو زبان میں قاسم خاں نے کیا ہے اور ترجمہ میں حضرت تھانوی کے ترجمہ سے مدد لی ہے۔(۱۰۱)

۶۔ چھٹا ترجمہ گجراتی میں ہوا ہے جو کہ مولانا شمس الدین بڑودی نے شیخ الہند اور حضرت تھانوی کے ترجمہ کی مدد سے تیار کیا ہے مگر مولانا عبدالرحیم صادق کے نام سے شائع ہوا ہے یہ دو جلدوں میں ۱۴۶۰ص پر مشتمل ہے۔(۱۰۲)

۷۔ ساتواں ترجمہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے اردو میں ۷۵ فیصد حضرت تھانوی کے ترجمہ کی مدد سے کیا ہے۔(۱۰۳)

۸۔ آٹھواں ترجمہ مولانا سلیم الدین شمسی نے اردو میں شیخ الہند اور حضرت تھانوی کے ترجمہ کو ملا کر مرج البحرین کے نام سے کیا ہے اور بقول مترجم انہوں نے اپنی طرف سے اس میں کچھ اضافہ نہیں کیا ہے۔ اس ترجمہ میں مترجم نے صرف زبان تبدیل کر کے اسے مروجہ اردو میں کیا ہے۔ یہ دو جلدوں میں مکتبہ رومی کراچی سے شائع ہوا ہے۔

۹۔ نواں ترجمہ بقول مولانا سلیم الدین شمسی مرج البحرین کا گجراتی میں ہوا ہے۔(۱۰۴)

۱۰۔ دسواں ترجمہ مجید الدین اثر زبیری لکھنوی نے دو جلدوں میں منظوم اردو ترجمہ کیا ہے اور اس میں حضرت تھانوی کے ترجمہ سے مدد لی ہے۔ یہ ترجمہ کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔(۱۰۵)

یہ ترجمہ قرآن اسی کیفیت میں متعدد تفاسیر کے چھپ چکا ہے مثلاً:

۱۔ تفسیر ابن عباس کے ساتھ ۱۹۶۸ء میں کراچی سے (۱۰۶)

۲۔ تفسیر ابن کثیر کے ساتھ ۱۹۶۲ء میں دیوبند سے [۱۰۷]

۳۔ تفسیر حل القرآن کے ساتھ ۱۹۶۰ء میں دیوبند سے [۱۰۸]

۴۔ معارف القرآن مفتی محمد شفیع کے ساتھ " توضیحی ترجمہ" اردو میں شائع ہوا ہے۔ [۱۰۹]

۵۔ معارف القرآن مفتی محمد شفیع کے ساتھ "توضیحی ترجمہ" انگریزی مین بھی شائع ہو رہا ہے۔ [۱۱۰]

بیان القرآن کی تفسیر سے بھی متعدد حضرات نے مدد لی ہے جن میں سے مولانا محمد احمد کا درس قرآن[۱۱۱] اردو میں اور مولانا شمس الدین بڑودی کا گجراتی میں اس کے علاوہ برمی اور بنگالی تفاسیر کی تصنیف میں بھی اس سے مدد لی گئی ہے۔جو کہ بیان القرآن کی مقبولیت کا واضح مظہر ہے۔

اس مختصر اور جامع جائزہ کے بعد " بیان القرآن " ہر جہت سے آپ کے سامنے آگیا ہے۔ انہی الفاظ پر میں اپنا یہ موضوع مکمل کرتا ہوں۔

حواشی و حوالہ جات

☆ میں نے یہ تھیس سندھ یونیورسٹی جامشورو میں پروفیسر ڈاکٹر احمد اقبال صاحب(فاضل دارالعلوم دیوبند) کی زیر نگرانی لکھا تھا اور جملہ تفصیلات اسی تھیس میں محفوظ ہیں۔ نیز یہ تھیس ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔

☆☆ یہ تفصیلات مذکورہ تھیس ہی سے اخذ کردہ ہیں۔

۱۔ اشرف السوانح ۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب(ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان (اکتوبر ۱۹۸۵ء) ج ۱، ص ۱۰۔۱۹ اور نزھۃ الخواطر و بھجۃ المسامع والنواظر۔ ابوالحسن علی الحسنی الندوی (نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۹۷۶ء) ۸/۵۶ ۔ اور تاریخ دارالعلوم دیوبند۔ سید محبوب رضوی(ادارہ اہتمام دارالعلوم دیوبند یوپی انڈیا طبع اوّل ۱۹۷۸ء۔۱۳۹۸ھ) ۲/۵۱

۲۔ اشرف السوانح ۱/۱۰۔ اور یادرفتگاں۔ سید سلیمان ندوی(مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۹۸۳ء) ص۲۵۳، اور مشاہیر علماء۔ ڈاکٹر فیوض الرحمٰن(فرنٹیر پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور) ۱/۶۶

۳۔ اکابر علماء دیوبند۔ محمد اکبر شاہ بخاری (ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور) ص ۳۳ ، اور یادِ رفتگاں ص ۲۵۳۔ اور بزم اشرف کے چراغ۔ سعید احمد (مصباح اکیڈمی جامعہ اشرفیہ لاہور طبع دوم ۱۹۹۲ء) ص ۵۔

۴۔ اشرف السوانح ۱/۳۶۔ اور بیس بڑے مسلمان۔ عبدالرشید ارشد (مکتبہ رشیدیہ لاہور) ص ۳۰۴ اور فضلاء دارالعلوم اور ان کی قرآنی خدمات۔ ثناء الهدیٰ دیشالوی (نیشنل پریس دیوبند) ص ۱۶، سنہ عیسوی مطابق جوہر تقویم۔ ضیاء الدین لاہوری (قائن پریس لاہور ۱۹۸۳ء۔ ۱۴۰۳ھ)۔

۵۔ اشرف السوانح ۱/۳۶۔ مشاہیر علماء ۱/۴۲ ماہنامہ الحسن لاہور ، حضرت تھانوی نمبر (شمارہ اکتوبر ۱۹۸۷ء ج ۱) میں ۱۳۰۱ھ۔ ۱۸۸۴ء سنہ فراغت لکھا ہے جو کہ درست نہیں اس لیے کہ پھر مدت پانچ سال سے زائد ہو جاتی ہے تاریخ دارالعلوم دیوبند ۲/۵۱ اور فضلاء دارالعلوم اور ان کی قرآنی خدمات ص ۱۶ کے مصنفین نے میری بیان کردہ تاریخ لکھی ہے۔

۶۔ ماہنامہ البلاغ کا مفتی اعظم پاکستان نمبر (مشہور آفسٹ کراچی) ص ۲۱۳، اور مشاہیر علماء ۱/۴۲، بیس بڑے مسلمان ص ۳۰۴ ماہنامہ الحسن ۱/۳۹۔

۷۔ اشرف السوانح ۲/۱۶۷ اور ص ۳۴۴ اور ۴/۱۳۸ تا ۱۴۲ بیس بڑے مسلمان ص ۳۰۴ یاد رفتگاں ص ۲۵۳ اور بزم اشرف کے چراغ مصنفہ سعید احمد صاحب نے اپنی کتاب میں ۹۷ خلفاء و مجازین کے نام شمار کرائے اور ان کے تفصیلی احوال لکھے ہیں۔

۸۔ حکیم الامت کے نقوش و تاثرات ۔ عبدالماجد دریا آبادی (ایم ثمس الدین تاجران کتب لاہور طبع اول ۱۹۵۲ء) ص ۵۹۴ اشرف السوانح ۴/۸۳ نزہۃ الخواطر ۸/۵۶ ماہنامہ البلاغ کا مفتی اعظم پاکستان نمبر ص ۲۲۶ مزید دیکھئے مولانا اشرف علی تھانوی اور تحریک آزادی۔ پروفیسر احمد سعید (خالد ندیم پبلی کیشنز راولپنڈی طبع اوّل ۱۹۷۲ء) ص ۱۵۹ علماء دیوبند اور اردو ادب۔ عبداللہ حیدر آبادی (مکتبہ مجلس قاسم المعارف دیوبند) مقدمہ بیان القرآن مطبوعہ تاج کمپنی طبع اول ۱۹۵۳ء اقبال اور علماء پاک و ہند۔ اعجاز الحق قدوسی (اقبال اکادمی پاکستان لاہور ۱۹۷۷ء) ص ۶۱، ماہنامہ تجلی دیوبند ۔ دارالعلوم دیوبند نمبر (شمارہ نمبر مارچ اپریل ۱۹۸۰ء ص ۲۰۵۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند ۲/۵۴۔ تعمیر پاکستان اور علماء ربانی ۔ منشی عبدالرحمٰن (مطبوعہ لاہور) ۔ قیمۃ الزمن عند العلماء ۔ عبدالفتاح ابو غدہ مکتب المطبوعات الاسلامیہ لبنان طبع رابع ۱۹۸۷ء، ص ۵۸۔ آپ کے خطبات ۲۶ جلدوں میں ادارہ تالیفات اشرفیہ سے شائع ہو چکے ہیں اور مثنوی بھی ۲۰ جلدوں میں لاہور سے دوبارہ شائع ہو گئی ہے، تفصیل دیکھئے ماہنامہ الحسن ص ۱۱۶ اشرف السوانح ۳/۴۲ پر آپ کی تصانیف کی تعداد ۶۶۶ بیان کی گئی ہے اور قرآن

حکیم کے اردو تراجم ۔ ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم (مقالہ پی ایچ ڈی علی گڑھ یونیورسٹی ، قدیمی کتب خانہ کراچی) میں آٹھ سو تا ہزار ص ۴۲۶ لکھی ہے)۔

۹۔ دیکھئے The Quranic Contributions of Ulama-e-Deoband from 1866 to 1988- p.57 to 90 غیر مطبوعہ

۱۰۔ مکمل بیان القرآن۔ اشرف علی تھانوی(ایچ ایم سعید کمپنی کراچی) ۱/۲ ۔

۱۱۔ بطور نمونہ دیکھئے مکمل بیان القرآن(ایچ ایم سعید) ۳/۱ پر دو جگہ حواشی میں حوالہ موجود ہے۔

۱۲۔ مولانا اشرف علی تھانوی کی تفسیر بیان القرآن کا تحقیقی جائزہ (مقالہ پی ایچ ڈی علی گڑھ یونیورسٹی) ۔ ڈاکٹر ریحانہ ضیاء صدیقی (علی گڑھ نازیہ پرنٹر طبع اوّل ۱۹۹۱ء) ص ۲۶۳

۱۳۔ ماھنامہ الحسن حضرت تھانوی نمبر ص ۱۲۲ مزید دیکھئے بیس بڑے مسلمان ، ص ۳۳۳

۱۴۔ فہرست تالیفات حکیم الامت ۔ ڈاکٹر عبدالحی (مکتبہ دارالعلوم کورنگی کراچی طبع اوّل ۱۴۰۷ء) ص ۶۰۱ مزید دیکھئے ماہنامہ الحسن ص ۱۲۲ اور بیس بڑے مسلمان ص ۳۳۴ اس کام کو مزید لوگوں نے بھی کیا ہے مگر مختصر ہے اسے مزید پھیلایا جا سکتا ہے دیکھئے خطبات ۔ اشرف علی تھانوی (ادارہ اشرفیہ ۲۶ ج) ۔

۱۵۔ فہرست تالیفات حکیم الامت ص ۵۹۹ الثقافة الاسلامیه فی الھند۔ عبدالحئی لکھنوی (مطبوعہ دمشق ۱۹۵۸ء) ص ۱۷۰۔ اسی قسم کا کام قرآن کریم کے حقوق کے نام سے بھی ہوا ہے۔ الحسن ص ۶۱۷

۱۶۔ فہرست تالیفات حکیم الامت ص ۵۹۹

۱۷۔ تفسیر حل القرآن۔ حبیب احمد کیرانوی (ادارہ تھانوی دیوبند انڈیا ۳ ج) ملاحظہ کیجئے مقدمہ حضرت تھانوی۔

۱۸۔ میں نے اس حاشیہ کا تذکرہ کسی اور جگہ نہیں دیکھا ہے، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی مدیر ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کی ذاتی ڈائری میں اس کا تذکرہ موجود تھا وہیں سے حوالہ ماہنامہ القاسم دیوبند ستمبر۔ جولائی ۱۹۸۱ء نقل کیا گیا ہے۔

۱۹۔ مثلاً مولانا محمد عبداللہ چھپراوی (اہلحدیث عالم) نے اپنی کتاب البیان لتراجم القرآن (مطبوعہ اردو پریس نمبر۶ نیل مادھب سین لین کلکتہ طبع روم ۱۳۴۶ھ) ۔ ص ۲۸ تا ۵۲ اور ۵۳

۲۰۔ بیس بڑے مسلمان ص ۳۳۲ اور ماہنامہ الحسن حضرت تھانوی نمبر ص ۱۲۱ اور ۲۳۰ شیخ الہند محمود الحسن نے بھی اس ترجمہ پر تنقید کی ہے ۔ دیکھئے مقدمہ تفسیر عثمانی (مطبوعہ مطبع مجیدی و مطبوعہ مجمع الملک فھد لطباعة المصحف الشریف سعودی عرب) جائزہ تراجم قرآنی محمد سالم

قاسمی ص ۴۰ (مجلس معارف القرآن دیوبند ۱۹۶۸ء)

۲۱۔ ماھنامہ الحسن حضرت تھانوی نمبر ص ۱۲۱ اور ۲۳۰ ۔ بیس بڑے مسلمان ص ۳۳۳ البیان لتراجم القرآن ص ۵۳ تا ۵۶ ۔ مجھے اس ترجمہ پر شبہ ہے یہ ترجمہ مولانا عبدالشکور لکھنوی کا نہ ہو ، ان کا بھی ایک ترجمہ تھا جو مخطوطہ کی شکل میں رہا پھر غائب ہو گیا۔

۲۲۔ فہرست تالیفات حکیم الامت ص ۴۳۲ اور ماہنامہ الحسن ص ۱۲۲ بیس بڑے مسلمان ص ۳۳۳

۲۳۔ مقدمہ مکمل بیان القرآن (مطبوعہ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی ۱۳۵۳) ج ۱ ص/ب حوالہ اردو میں تفسیری ادب ایک تاریخی و تجزیاتی جائزہ ۔ ڈاکٹر محمد نسیم عثمانی (مقالہ پی ایچ ڈی عثمانیہ اکیڈمک ٹرسٹ گلشن اقبال کراچی ۱۹۹۴ء) ص ۲۹۵ ۔

۲۴۔ ایضاً

۲۵۔ دیکھئے مقدمہ بیان القرآن مطبوعہ ۔ ایچ ایم سعید ج ۱ ص ، ج اور ۳/۷/۱۲ اشرف السوانح ۳/۴۲/ اور ۳۴۸ اور قرآن حکیم کے اردو تراجم ص ۲۷۸ ۔

۲۶۔ فضلاء دارالعلوم اور ان کی قرآنی خدمات ص ۲۴

27. WORLD BIBLIO GRAGHY OF TRANSLATIONS OF THE MEANINGS OF THE HOLY QURAN 1515 TO 1980 BY RESERCH CENTAR FOR ISLAMIC HISTORY (ISTAMBUL FIRST ED.1986) P.546

اس میں صرف ترجمہ کا ذکر ہے ڈاکٹر احمد خان نے قرآن کریم کے اردو تراجم (کتابیات) (مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد طبع اوّل ۱۹۸۷ء) میں ص ۵۱ پر اسی عنوان سے لکھا ہے لیکن وضاحت کرتے ہوئے تفسیر تھانوی کا بھی ذکر کیا ہے حالانکہ نہ کوئی حوالہ دیا ہے نہ خود ٹائٹل سے کوئی اشارہ ملتا ہے نہ کسی نسخہ کی نشاندہی کی ہے۔

۲۸۔ البیان لتراجم القرآن ص ۶۳

۲۹۔ البیان لتراجم القرآن ص ۶۴

۳۰۔ البیان لتراجم القرآن ص ۶۳ ۔ اس نسخہ میں ترجمہ تھانوی کا تفسیر میں مضامین خواب فقہی مسائل تعویذات وغیرہ شامل ہے جسے مرزا محبوب بیگ نے ترتیب دیا تھا۔

۳۱۔ البیان لتراجم القرآن ص ۶۴۔ اس نسخہ پر مرتبہ تھانوی لکھا تھا حالانکہ اس پر حاشیہ مولوی نور محمد چشتی نے تفسیر کبیر ابن کثیر وغیرہ سے خلاصہ کر کے لکھ دی تھی۔ اس نسخہ میں ترجمہ بھی کچھ تبدیل کیا گیا تھا، حتیٰ کہ حضرت تھانوی نے بھی لکھا کہیں ترجمہ میرا ہے، کہیں دوسرا لکھ دیا ہے۔ ص ۶۹ حاشیہ میں فال نامہ، خواب نامہ غلط تاریخ حدیث لکھ دی تھی ص ۶۷

۳۲۔ اس تفسیر کا ترجمہ رفیق بلند شہری نے کیا تھا اور یہ اعجاز نما قرآن مجید کے نام سے قدسی پریس دہلی سے شائع ہوا تھا۔ دیکھئے قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۵۰ اور
WORLD BIBLIOGRAPHY.P.543

۳۳۔ اس میں ربط قرآن غیر مناسب انداز میں بیان کیا گیا تھا یہی حال سیاسی مسائل کے استخراج کا تھا۔ شبہ ہوتا ہے یہ مولانا سندھی یا احمد علی لاہوری پر ہے دیکھئے بیس بڑے مسلمان ص ۳۳۳ فہرست تالیفات حکیم الامت قرآن حکیم کے اردو تراجم ص ۱۲۷ اور ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر (شمارہ) ص ۵۷۷۔

۳۴۔ یہ غالباً ابوالکلام کی تفسیر فاتحہ کے رد میں ہے۔ امداد الفتاویٰ ۶/۶۵۶ اور ماہنامہ الحسن ص ۲۳۱ اس میں اس فکر کی تردید ہے کہ اسلام کی طرح دیگر ادیان بھی ناجی ہیں۔

۳۵۔ یہ غالباً مولانا حمید الدین کی اس فکر قرآنی پر رد ہے کہ قرآن کے بعض الفاظ صرف سجع کے لیے غیر المعنی ہیں اور اسماء سور سورتوں کے مضمون کی طرف رہبری نہیں کرتے۔ دیکھئے ماہنامہ الحسن ص ۲۳۱ امداد الفتاوی ۴/۴۵۷

۳۶۔ البیان لتراجم القرآن ص ۶۳۔۶۴ صرف یہی نہیں بلکہ ترجمہ بھی تبدیل کر دیا۔

۳۷۔ مقدمہ مکمل بیان القرآن مطبوعہ میر محمد کتب خانہ ج ا، ص /ب

۳۸۔ مکمل بیان القرآن ایچ ایم سعید ج /ص ا/ج۔ ج/۳ ص ۱۲۷۔ ڈاکٹر صالحہ نے اپنے پی ایچ ڈی مقالہ قرآن حکیم کے اردو تراجم میں تکمیل کی تاریخ ۱۹۰۵ء بیان کی ہے۔ جو کہ غلط ہے ص ۲۷۸۔ اسی طرح سحاب رحمت۔ نثر احمد (جمعیت الفلاح مشہور آفسٹ کراچی ۱۳۸۷ھ) میں ۱۳۳۷ھ۔۱۹۱۵ء لکھی ہے، یہ بھی غلط ہے۔

۳۹۔ فضلاء دارالعلوم اور ان کی قرآنی خدمات ص ۱۶ پر ۱۲ سال مدت لکھی ہے جو کہ غلط ہے دیکھئے اشرف السوانح ۳/۴۸ اور مکمل بیان القرآن ایچ ایم سعید ۱/۱۶۰۔

۴۰۔ مقدمہ مکمل بیان القرآن ایچ ایم سعید ج ا، ص /ہ

۴۱۔ بیس بڑے مسلمان ص ۳۳۲

۴۲۔ البیان لتراجم القرآن ص ۶۳

۴۳۔ مقدمہ بیان القرآن ایچ ایم سعید

۴۴۔ قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۵۱ اور WORLD BIBLIO GRAPHY. P543

۴۵۔ البیان لتراجم القرآن ص ۶۳

۴۶۔ البیان لتراجم القرآن ص ۶۴

۴۷۔ قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۵۳۔ WORLD BIBLIO GRAPHY. P544

۴۸۔ ایضاً

۴۹۔ ایضاً

۵۰۔ ایضاً

۵۱۔ WORLD BIBLIO GRAPHY. P.620

۵۲۔ ایضاً ص/۵۴۴ اور قرآن حکیم کے اردو تراجم ص ۲۷۸

۵۳۔ اردو میں تفسیری ادب ص ۲۹۶

۵۴۔ تاریخ قرآن شریف۔ قاری شریف احمد (مکتبہ رشیدیہ کراچی) ص ۲۲۹

۵۵۔ WORLD BIBLIO GRAPHY. P.544

۵۶۔ مقدمہ بیان القرآن۔ ایچ ایم سعید ج ۱، ص/و

۵۷۔ مقدمہ بیان القرآن ایچ ایم سعید ج/اص/ب اور اردو میں تفسیری ادب ص ۲۹۶

۵۸۔ صحیح نام اشرف المطابع تھانہ بھون ہے۔ مقدمہ بیان القرآن ایچ ایم سعید ص/ب اور اردو میں تفسیری ادب ص ۲۹۶

۵۹۔ تفسیر کا ٹائٹل تھا " القرآن الحکیم مع مکمل بیان القرآن و ترجمہ " (از حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تاج کمپنی لمیٹڈ طبع اول ۱۹۵۳ء) جبکہ تفسیر میں سے عربی حصہ مسائل السلوک وغیرہ نکال دیا ہے۔

۶۰۔ ڈاکٹر صالحہ کے مطابق مکمل ایڈیشن تاج کمپنی نے ۱۹۷۸ء میں شائع کیا ہے اور ایچ ایم سعید کا شائع کردہ بیان القرآن اصل نسخہ کے عین مطابق ہے مگر سند طباعت مذکور نہیں ہے۔

۶۱۔ مقدمہ مکمل بیان القرآن (مطبوعہ ایچ ایم سعید)

۶۲۔ مقدمہ بیان القرآن (مطبوعہ تاج کمپنی کراچی)

۶۳۔ مقدمہ تفسیر عثمانی

۶۴۔ ماہنامہ الحسن حضرت تھانوی نمبر ص ۱۱۹ مزید دیکھئے یاد رفتگاں۔ سید سلیمان ندوی (مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۹۸۳ء) ص ۳۵۳

۶۵۔ قرآن حکیم کے اردو تراجم ص ۲۹۰

۶۶۔ ماہنامہ الحسن حضرت تھانوی نمبر ص ۲۳۳

۶۷۔ قرآن حکیم کے اردو تراجم ص ۲۸۳۔ مزید تبصرے دیکھئے ص ۲۸۸، ص ۲۷۸ اور ص ۲۹۰ اور جائزہ تراجم قرآنی ص ۵۰

۶۸۔ مقدمہ بیان القرآن (ایچ ایم سعید) ج /اس /ب
۶۹۔ علماء مظاہر العلوم کی تصنیفی و تالیفی خدمات۔ محمد شاہد سہارنپوری (کتب خانہ اشاعت العلوم محلہ مفتی سہارنپور طبع اول ۱۹۸۰ء) ۲/۱۱۹
۷۰۔ بیان القرآن (ایچ ایم سعید) ۱/۳
۷۱۔ مثلاً ۱/۱ پر عبداللہ چھپرلوی کے بسملہ و حروف مقطعات پر اعتراضات جو انھوں نے اپنی کتاب البیان لتراجم القرآن کے ص ۶۳ تا ۷۰ پر کیے تھے اس کے جوابات ہیں۔
۷۲۔ مثلاً دیکھیے ۷/۲۴۔۲۵
۷۳۔ مثلاً دیکھیے ۱۲/۱۱۹۔۱۱۷ مولانا نے ربط پر سبق الغایات فی نسق الآیات کے نام سے ۱۳۱۶ھ میں مستقل کتاب لکھی ہے۔
۷۴۔ مقدمہ بیان القرآن (مطبوعہ تاج کمپنی کراچی)
۷۵۔ بیان القرآن (مطبوعہ ایچ ایم سعید) ۱/۱۷۷
۷۶۔ ماہنامہ الحسن (حضرت تھانوی نمبر) ص ۱۴۱
۷۷۔ ایضاً ص ۱۴۲
۷۸۔ مقدمہ بیان القرآن
۷۹۔ تفسیر بیان القرآن کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ ص ۱۶۱ اور ماہنامہ الحسن ص ۱۲۰
۸۰۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند ۲/۲۰۶ اور بیس بڑے مسلمان ص ۳۳۲
۸۱۔ ماہنامہ الرشید (دارالعلوم دیوبند نمبر) ص ۵۷۴
۸۲۔ قرآن حکیم کے اردو تراجم ص ۲۸۸ اور علوم القرآن۔ جسٹس مولانا تقی عثمانی (مطبوعہ دارالعلوم کورنگی کراچی) ص ۵۰۷
۸۳۔ قرآن حکیم کے اردو تراجم ص ۲۸۸ اور جائزہ تراجم قرآنی ص ۵۰
۸۴۔ اردو میں تفسیری ادب ص ۲۹۷۔۲۹۸
۸۵۔ بیان القرآن (ایچ ایم سعید) ۱/۷
۸۶۔ مثلاً دیکھیے ایضاً ۳/۲
۸۷۔ مثلاً دیکھیے ایضاً ۹/۳۷ اور ۱۲۸۔ ڈاکٹر صالحہ نے بھی اپنے تھیسس میں اس طرف اشارہ کیا ہے ص ۲۸۰
۸۸۔ مثلاً دیکھیے ۱/۲ پر ربط قرآن فاتحہ کا فقرہ سے رہ گیا ہے۔
۸۹۔ مثلاً دیکھیے ۴/۳۵

۹۰۔ ڈاکٹر ریحانہ نے بھی اپنے مقالہ میں ان نکات کی طرف کچھ اشارے کیے ہیں۔ دیکھئے ص ۱۷۶۔۱۲۵۔۱۳۹۔۱۶۱۔۱۹۷

۹۱۔ فہرست تالیفات حکیم الامت ص ۵۹۹

۹۲۔ ایضاً۔ ص ۶۲۰

۹۳۔ یہ خلاصہ سیپاروں کی شکل میں اور ایک جلد میں ۵۵۲ ص پر بھی اس ادارہ سے مسلسل شائع ہو رہا ہے طبع اول میں مصحح عمر احمد عثمانی کا نام تھا پھر نکال دیا گیا۔

۹۴۔ خلاصہ کے باوجود "مع مکمل" کا لفظ لکھا ہے جس سے مکمل تفسیر کا دھوکہ ہوتا ہے۔ دیکھئے مقدمہ بیان القرآن (تاج کمپنی کراچی ۱۹۵۳ء)

۹۵۔ اشرف السوانح ۳/۳۶۴ تا ۳۶۷

۹۶۔ فہرست تالیفات حکیم الامت ص ۶۱۴

۹۷۔ قرآن مجید کے تراجم جنوبی ہند کی زبانوں میں ۔ مظہر ممتاز قریشی (بہادر یار جنگ اکادمی کراچی ۱۹۹۰ء) ص ۱۳۲

۹۸۔ جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۳۶ اور روزنامہ جنگ کراچی ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء ۔

۹۹۔ فہرست تالیفات حکیم الامت ص ۶۲۰ اس ترجمہ کو مولانا نور محمد قاضی عبدالشہید عبدالجلیل اور ظہور الحق نے ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔ بحوالہ المعارف مجلّہ علمی (شمارہ ۸ جولائی اگست ۱۹۸۸ء ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور۔ مقالہ نگار) لطیف الرحمٰن فاروقی ص ۴۱

۱۰۰۔ حکیم الامت نقوش و تاثرات ص ۲۳۹

۱۰۱۔ قرآن مجید کے تراجم جنوبی ہند کی زبانوں میں ص ۱۳۲

۱۰۲۔ جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۳۷۔۱۳۸

۱۰۳۔ جائزہ تراجم قرآنی ص ۶۴

۱۰۴۔ مکتبہ رومی کراچی میں نے مولانا سے بالمشافہ یہ معلومات حاصل کی ہیں۔

۱۰۵۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے World Bibliography,p547 اور قرآن حکیم کے اردو تراجم ص ۱۶۱ سیارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر) ۲/۴۷۵

۱۰۶۔ یہ تین جلد میں مطبع سعید قرآن محل کمپنی سے شائع ہوئی ہے اس ہی تفسیر کا ترجمہ مولانا عابد الرحمٰن کاندھلوی نے کیا ہے۔

۱۰۷۔ یہ پانچ جلدوں میں مکتبہ فیض القرآن دیوبند سے ۱۹۶۲ء تا ۱۹۶۴ء میں شائع ہوا۔ اس میں ترجمہ ابن کثیر مولانا انظر شاہ کشمیری کا تھا۔

۱۰۸۔ یہ دو جلدوں میں ۱۹٦۰ء میں ادارہ تھانوی کتب خانہ امدادیہ دیوبند سے شائع ہوئی ہے اس میں پہلے مولانا حبیب احمد کیرانوی کا ترجمہ شامل تھا بعد میں ان کا ترجمہ نکال کر حضرت تھانوی کا ترجمہ شامل کیا گیا ہے دیکھئے مقدمہ تفسیر ہذا۔

۱۰۹۔ یہ مفتی محمد شفیع صاحب کی آٹھ جلدوں میں معارف القرآن کے نام سے دارالعلوم کورنگی کراچی سے ۱۹٦۹ء شائع ہوئی ہے اس میں ترجمہ شیخ الہند توضیحی ترجمہ حضرت تھانوی کا ہے اور تفسیر مفتی شفیع صاحب کی ہے۔

۱۱۰۔ معارف کا انگریزی ترجمہ متعدد مترجمین کی مدد سے مولانا تقی عثمانی کی زیر نگرانی۱۹۹۷ء سے شائع ہو رہا ہے اس کی پہلی جلد چھپ کر کراچی سے شائع ہو گئی ہے۔

۱۱۱۔ یہ درس قرآن ادارہ اشاعت القرآن کراچی سے پہلی دفعہ ۱۹۷۷ء میں شائع ہونا شروع ہوا اور گیارہ جلدوں میں ۱۹۸۹ء میں مکمل ہوا۔